

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ حُمْرَبَنْ لِلْحَطَابِينَ

الحدیث

تفسیر صافی شیعہ ص ۳۲۰

رسالہ
شان حضرت
فاروق عظیم

جس میں
سیدنا عمر فاروق خلیفہ ثانی رضی اللہ عنہ کی عزت و عظمت اور حقائیق خلافت
اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی آل اولاد سے
محبت افت کو کتب معتبرہ شیعہ ثابت کیا گیا ہے
مؤلفہ

تیمت

۱۷۵

د پے علامہ محمد عبدالستار صاحب تونسوی

ناشر

شعبہ تالیف تصنیف مدرسہ محمدیہ رجسٹرڈ سوری لندن (دیرہ غازی خان)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ه

الحمدُ لله رب العالمين العاقبة للمتقين الصلاة والسلام على سيد المرسلين
وعلى حلفائه الراشدين المهديين وعلى آله أصحابه الطيبين الطاهرين
أما بعد! يختصر سارنا محضر رضا النبى أو مسلم بحابيول کی
خبر خواہی کے پیش نظر کھا گیا ہے جس میں سیدنا فاروق عظیم خلیفہ ثانی پری اللہ عنہ
کے فضائل مناقب کتب معتبرہ شیعہ سے نقل کیے گئے ہیں۔ حقیقت کیلئے مسلم وغیرہ
مخفی نہیں کہ اسلام کے عروج و سر بلندی میں حضور پیر نور صلی اللہ علیہ وسلم او خلیفہ
بل اصل جانب صدیق اکبر پری اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق عظیم کی
سفر و شانہ سعی و کوشش اور مخلصانہ محنت کاوش اور والہانہ و فاداری جانشیری
اور مجاہد ان عرق پریزی جان قشانی سے چار دنگ عالم میں اسلام کا بول بالا ہو گیا جس نے
دشمنان خداوند تعالیٰ اور دشمنان رسول کی تمام طاقتون کو چل کر رکھ دیا جن کے حین
تدبر اور مومنانہ فراست بصیرت سے ایک ہزار چھتیس شہزادان کے مضافات فتح
کیے گئے۔ ان مفتوحہ علاقوں میں آپ کے انتظام سے چار ہزار مساجد بنخ و قته نماز کے لیے
اور نوسوجامع مسجدیں تیار ہوئیں۔ آپ کا اپنی خلافت میں حکم تھا کہ جو مقام فتح ہو
وہاں مسجد بنائیں کہ اس کے لیے امام و موزون مقرر کیا جائے۔

آپنے دین کی تبلیغ اور علم دین کی ترویج و ترقی کے لیے بہان تک تدبیر فرمائی کہ کوئی ایسا شخص تجارت کا کاروبار نہ کرے جو دین کے مسائل کا علم نہ رکھتا ہو۔ حضرت فاروق عظیم نے دنیا کی سب سے بڑی اور طاقت و قیصر کسری کی حکومتوں کو تہ دبالا کر کے رکھ دیا اور دینِ حق کو تمام ادیان پر غالب کر دیا۔ نیز اسلامی حکومت کو اس قدر مضبوط

اور طاقت و رہبنا دیا کہ جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہ کر سکتی تھی۔ آپ نے اپنی دس سالہ خلافت میں وہ کام کیا جس کی نظر نہیں ملتی۔ یہ سب کچھ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس دعا کا اثر تھا جو آپ نے اللہ تعالیٰ سے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے اور ان کے ذریعہ اسلام کو عزت و عظمت حاصل ہونے کے لیے مانگی تھی۔

گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا میں مانگ کر اللہ تعالیٰ سے حضرت عمرؓ کے ایمان کی منظوری لے لی اور اپنے دینِ حق کے لیے عزت و غلبہ کا حصول حضرت عمرؓ کے ایمان لانے میں دیکھا۔ اور واقعی حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ نبوت اور پیغمبر بصیرت نے حقیقتِ اقیمہ کو دیکھ لیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قیصر کسری ہیو و نصاری، مجوس مشرکین سب پر غلبہ عطا فرمایا جس کا خود شیعہ حضرات کی معتبر کتابوں میں اعتراف و اقرار ثابت ہے۔

عیاشی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے وایت کی کہ جناب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ الہی میں عمانگی کر یا اللہ! تو اسلام کو عزت غلبہ دے عسر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) یا ابو جہل بن ہشام کے ذریعہ سے۔

۱۔ والیاشی عن الباقر
علیہ السلام ان رسول اللہ
صلو اللہ علیہ وسلم قال اللہم
اعز الاسلام بعمربالخطاب
اویا بی جہل بن ہشام۔

تفہیم صافی ۳۲۵
راور مقبول احمد شیعہ کاترجمہ قرآن مجید ۵۱۹

غور فرمائیے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا جس کا امام باقر نے ذکر فرمایا ہے کس طرح مقبول و منظور ہوئی کہ فوراً اس کے بعد حضرت عشرہ اسلام لائے اور اسلام لاتے ہی حضور پر نور صلی اللہ علیہ آله وسلم اور صحابہ کرام کو حرم کعبہ میں لائے اور کفار سے مقابلہ کر کے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہاں علانیہ یا جماعت نماز ادا کرنے کا موقعہ حاصل کیا جس کا تذکرہ شیعہ مذہب کی کتاب "غزوہ ات چیدی" میں یوں موجود ہے:-

۴۔ جب دروازہ کھولा تو عمر بصرہ عذرخواہی خدمتِ لست

پناہی میں حاضر ہوا۔ حضرت نے تلقین مراتب اسلام اس کو مر جا کرنا اور با عزاداری پنے پاس پھلا یا تب عمر نے عرض کی، یا بنی اسراء! اب ہم کو اجازت دیجیے اور بے تکلف فرمائیے تاکہ حرم محرم میں جا کر آشکارا نماز رکھیں اور طاعیت الٰہی بجماعت بجالاؤں۔

ہرگاہ اصحاب فضیلت انسابے جماعت پر تفاق کیا۔ محبوب ایزد خلاق نے بھی داں فرمان طرف سجدہ گاہ آفاق کے قدم رنجھے فرمایا اور آگے رکے عمر تیغ بکر جماعت و افراد رنجھے اصحاب نجستہ انساب بصد کر و فرستہ اور بائیں کھٹتے بنے خوف و خطر داخل خانہ دا در ہوئے۔ بیکار جدار حرم نے بصد افتخار سر اپنا تابع شرک دگار پہنچایا۔ کفار ناہنجار نے جس وقت یہ حال دیکھا اور جاہ و جلال یا ران نیک افعال کا اس مرتبہ مثاہدہ کیا اور ایک خدسر نے

پاس عمر کے آکر کہا اے عمر بدگوہ را بیہ کیا فتنہ دگر ہے اور تو اس گروہ پر شکوہ میں کیوں تینج نکر ہے۔ عمر نے یہ بات سن کر پلے اسلام اپنا طاہر کیا اور بصدیق کہا اے نابکار ہفوت شعار! اگر تم میں سے ایک نے بھی اس وقت جگہ سے حرکت کی یا کوئی بات بے جاز بان پر آئی بخدا نے لا یزال ایک کا سر بھی بدن پر نہ ہو گا۔ پس لا ورانِین اصحاب سیدہ المرسلین مسجد میں آئے اور صرف اسلام کو بنیت اقتدار جما کرہ برابر برابر کھڑے ہو گئے، خطیب مسجد اقصیٰ جسیب کریم نے قصہ نامت کیا اور واسطے نیت نماز کے درست مبارک تابوگوش پہنچایا۔ نبی گفت تبکیر چوں در حرم پڑ فتا دند اصنام بر بروئے ہم اور اہل شریہ چند دنیختے تھے لیکن کسی کو مجال مقاومت نہ تھی۔

(اغزوات حیدری شیعہ ص ۲۳ و فالع دوم)

یہ خود شیعوں نے حضرت بیزان عمر فاروق کے اسلام لانے اور دین کو طاقت و قوت پہنچانے اور حرم کعبہ میں اسی روز جا کر حضور اصحاب بکرام کے علاویہ نماز باجماعت قائم کرنے کو کس خوبی سے بیان کیا ہے اور حضرت عمر کے آنے پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مرجب فرمایا اور باعزاز اپنے پاس بھایا اور نہایت خوشی کا اظہار فرمایا۔

۳۔ حضرت عمر کے ذریعہ اسلام کو جو عزت و غلبہ ہونا تھا اس کو حضرت امام محمد باقرؑ نے المغلبت الرؤم کی تفسیر فرماتے ہوئے یوں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس غلبہ کا ذکر فرمایا ہے وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت

و خلافت میں حاصل ہوا۔ چنانچہ تفسیر صافی میں مرقوم ہے:-

پس جب مسلمانوں نے فارس سے لڑائی کی
اور اس کو فتح کر لیا تو مسلمان اللہ تعالیٰ
کی امداد اور نصرت سے بہت خوش ہوئے

فلماعز المُسلِّمُونَ الْفَارِسُ

وَاقْتَحَوْهُ الْمُسْلِمُونَ

بِنَصْرِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

پھر آگے اسی کتاب میں چند حدود کے بعد لکھا ہوا ہے:-

یہ غلبہ مومنوں کا فارس پر حضرت عمرؓ
کی خلافت میں ہوا۔

وَانْمَاغْلِبَةُ الْمُقْمَنُونَ

فَارِسُ ذَامَارَةِ عُمَرَ

(تفسیر صافی ص ۲۷)

تو حضرت امام محمد باقرؑ نے مومنوں کے فارس پر غلبہ کی قرآنی خبر اور اس پر
نصرت الہی کے آنے اور مسلمانوں کے مسرور و خوش ہونے کو سب حضرت عمرؓ کی
خلافت میں اقع ہونے کا اقرار و اظہار فرمایا ہے۔

۳۔ اور اسی فتح فارس کی خوش خبری کو حضور پیر نوصلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے
موقع پر پتھر کو توڑتے ہوئے بیان فرمایا تھا جس کو علامہ باقر مجلسی شیعہ نے ان
الفاظ میں ذکر کیا ہے

ابن بابویہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جب پہلا نیشہ
پتھر پر کمارا تو پتھر کا تھامی حصہ ٹوٹ
گیا، آپ نے فرمایا اللہ اکبر بلکہ شام
کی کنجیاں خدا نے مجھے دیں خدا کی قسم

ابن بابویہ روایت کر دے ست
کہ چوں کلنگ اول راز دشیت
سنگ اشکست فرمودا اللہ اکبر
کلید ہائے شام را خدا بن داد و بخدا
سو گند قصر ہائے سرخ آں امی میتم

پس کلنگ دیکھ رزد و ثلث دیکھ را
 میں اس کے سرخ محلات دیکھ رہا ہوں پھر و سر اتنی شہ مارا تو
 شکست و فرمودا اللہ اکبر خدا
 کلید ہاتے ملک فارس را بن داد
 و بخدا سو گند کا الحال قصر سفید میں آن را
 میں نبم جوں کلنگ سوم رزد و باقی سنگ خدا
 شد گفت اللہ اکبر کلید ہائے میر انہن داد
 بخدا سو گند کا روازہ ہائے صنوارِ امن نیم لہ صنوار کے دروازے دیکھ رہا ہوں
 سبحان اللہ! حضرت عمرؓ کی کیا شان ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
 عمرؓ کے ہاتھ پر شام و فارس کے فتح ہونے کو اپنے ہاتھ میں ان کی کنجیاں دی جانے کا
 فرمائگئے۔ حضرت عمرؓ کی فتوحات کو خود حضور پر نور اپنی طرف مسوب فرمائگئے ہیں۔
 ۵۔ انہی غزواتِ روم و فارس کے متعلق جب یہ ناعمر فاروقؓ نے یہ ناعلیٰ مرضی
 سے مشوہ کیا تو حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کی فوجوں اور شکروں کو اللہ تعالیٰ کی فوج
 قرار دے کر فرمایا کہ ان کا حافظ و ناصر حودا اللہ تعالیٰ ہے۔ جو کہ نجح البلاغہ میں اس طرح
 مرقوم ہے:-

جناب علیؓ کا یہ کلام اس وقت کا ہے
 جبکہ حضرت عمرؓ نے جنگِ روم میں خود
 اپنے جانے کے لیے ان سے مشوہ بیباہ کر
 بیشک اشداں بن والوں کے لیے ذہدار
 ہے انکی جماعت کو عزت دینے اور انکی

و من کلام لہ علیہ السلام
 وقد شاوره عمر بن الخطاب فی الخروج
 الی غزوۃ الروم بنفسه
 وقد توکل اللہ هذالدین
 با عزاز الحوزۃ ستر العورۃ

والذى نصرهم وهم قليل لا ينتصرون
ومن عهم وهم قليل لا يمتنعون حى
لا يموت انك متى تسر الى هذا
العدُّ بنفسك فتلهم فتكتب لا
تکن للمسلين كالنفة دوزا قصه بـ (٤)
ليس بعدك مرجع يرجعون اليه
فابعث اليهم رجلاً هجرها وأحفر
معهم أهل البلاء والنصيحة فان
اظهر الله فذاك ما تحب وان تكن
الآخرى كنت ردوا اللناس ومتاثبة
للمسلمين . (نحو البلاعنة ج ٢ ص ٢٣)

کوئی شخص نہیں جس کی طرف مسلمان رجوع کریں لہذا آپ کسی
تجربہ کا شخص کو ان کی طرف روانہ کیجیے اور اس کے ساتھ آزمودہ
کار اور خیرخواہ لوگوں کو پیشی کرو کہ اگر اللہ ان کو غلبہ دے تو بھی
آپ کا مقصد ہے اور اگر خدا نخواستہ کوئی دوسری بات
ہوئی تو آپ مسلمانوں کے لیے جائے پناہ اور ان کے مرجح ہیں .
حضرت علیؓ کے اس فرمان پر غور کیجیے کہ ان کو حضرت عمرؓ سے
کیسی محبت و عقیدت تھی
۱- حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ یا ہم مخلص دوست اور ایک دوسرے کے

خیرخواہ تھے۔ اس لیے کہ مشورہ اس سے کیا جاتا ہے جس کی محبت اور اخلاص کے پورا پورا اعتماد ہو۔

۲۔ حضرت علیؓ نے اس دین کے متعلق جو حضرت عمرؓ اور تمام صحابہؓ کا تھا، فرمایا اللہ تعالیٰ اس کی عزت کا ذمہ دار ہے اور اس دین والوں کی اللہ تعالیٰ نے بے سر سامانی میں مدد کی وہ خداوند تعالیٰ اب بھی موجود ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت علیؓ کے نزدیک حضرت عمرؓ کا اور تمام صحابہؓ کا دین وہی تھا جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔

۳۔ حضرت علیؓ حضرت عمرؓ کی ذاتِ اقدس کو بے نظیر جانتے تھے اور ان کا اعتقاد تھا کہ حضرت عمر کے اس وقت شہید ہونے سے مسلمانوں کو روئے زمین پر کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

۴۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو مسلمانوں کا مددگار اور ملجاً و مأوىٰ فرمایا۔

۵۔ حضرت علیؓ نے حضرت عمرؓ کو میدانِ جنگ میں جانے سے روکا کہ مبارادہ شہید ہو جائیں۔

اگر بقول شیعہ حضرت علیؓ کو ان سے عذر دت ہوتی تو وکنے کے بجائے میدانِ جنگ کی ترغیب بیتے اور ان کی شہادت کو مسلمانوں کے لیے راحت تصور کرتے۔

۶۔ مذکورہ مشورہ جنگِ وم کا موقعہ تھا۔ دوسری مشورہ جنگِ فارس کے متعلق نجح البلاغہ میں یوں ہے:-

جناب میر علیہ السلام کا کلام ہے حضرت

و مزکی کلام لہ علیہ السلام

عمر سے جب کہ انہوں نے حضرت علی
سے مشوہ بیان ایران کی لڑائی میں اپنے
جانے کے متعلق تحقیق اس کام کی
فتح و شکست کثرتِ شکر اور قلت سے
نہیں اور وہ اشہد کا دین ہے جس کو سنے
غالب کیا، اور یہ اس کا شکر ہے جس کو
اس نے تیار کیا اور اس کی امداد کی،
یہاں تک کہ پہنچا جہاں تک کہ پہنچا
اور طلوع ہوا جہاں طلوع ہوا
ہم لوگوں سے وعدہ ہے اشہد کا اور
اشہد اپنے وعدے کو پورا کرنے والا ہے
اور اپنے شکر کا مدگار ہے اور خلیفہ کی
وہ حیثیت ہوتی ہے جو ہمارے داؤں
میں ٹھاگے کی ہوتی ہے کہ وہ دھاگہ
ان سب داؤں کو مجھ کیسے ہوئے اور
ملائے ہوئے رہتا ہے اگر دھاگہ کٹ جائے
تو سب دانے منتشر اور متفرق ہو جاتے
ہیں پھر بھی سارے کے سارے جمع
نہیں ہوتے۔ اہل عرب آج اگرچہ

بعین بن الخطاب و قد استشارہ
فی غزوۃ الفرس بنفسہ ان
هذا الامر لم يكن نصرا
ولا خذلانه بکثرة و
لا قلة وهو دین الله
الذی اظهره وجند الذی
اعده و امدہ حتى بلغ ما بلغ
وطمع حيثما طلع و نحن
علی موعدہ من الله و
الله منجز وعدہ و ناصر
جندہ و مکان القيم بالامر
مکان النظم من للخزیجیمعہ
ویضمہ فاذ انقطع النظم
تفرق الخرز و ذهب ثم لم
يجتمع بحذافیرہ ابدا و العرب
اليوم و ان كانوا قد لیدا
فهم كثیرون بالاسلام
عزيزون بلا جماع فلکن قطبا
و استدر الرحمی بالعرب

کم ہیں مگر اسلام کے سببے کثیر ہیں اور
بائی بھی اتحاد کے باعث باعزت ہیں
پس آپ قطب (کیلی) بن جائیے اور
چکی کو عرب سے گردش دیجئے اور دوسرے
لوگوں کو آتش حرب میں ڈالیئے خود نہ
پڑیے کیونکہ اگر آپ اس سر میں سواٹھے
تو تمام عرب ہر طرف سے آپ پر پڑے انہوں
کی طرح ٹوٹ پڑیں گے تیجہ یہ ہو گا کہ بنیہ
خالی ہو جائیں گا اور اپنے بیچھے کے جن مقامات
کو آپ بے خفاظت چھپو دیں گے وہ منے
کی لڑائی سے زیادہ اکھم ہو جائیں گے چھر
دوسری بات یہ کہ عجمی لوگ جب آپ کو
میدان جنگ میں دیکھیں گے تو کہیں کے
کہ شخص عرب کی جڑ ہے اگر اس کو کاٹ
ڈالو گے تو ہمیشہ کے لیے آرام پاؤ گے۔
تو یہ خیال ان کے جملے کو سخت اور ان کی
امیدوں کو مضبوط کر دے گا۔ باقی رہا یہ کہ
جو آپ نے ذکر کیا ہے کہ فوج عجم
مسلمانوں کے لیے روانہ ہو چکی ہے،

وَاصْلَهُمْ دُونُكَ نَارَ الْحَرَبِ
فَإِنَّكَ أَنْ شَخْصَتْ مِنْ
هَذَا الْأَرْضِ انتَقَضَتْ عَلَيْكَ
الْعَرَبُ مِنْ أَطْرَافِهَا وَ
أَقْطَارِهَا حَتَّىٰ يَكُونَ مَا تَدْعَ
وَرَاءَكَ مِنَ الْعَوَالَاتِ أَهْمَ
إِلَيْكَ مِمَّا يَنْدِي بِكَ إِنْ
الْأَعْجَمَانَ يَنْظَرُ إِلَيْكَ
غَلَّا يَقُولُوا هَذَا اَصْلُ الْعَرَبِ فَإِذَا
قَطَعْتُمُوهُ اسْتَرْحَمْتُ فَيَكُونُ
ذَلِكَ أَشَدُ لَكُلَّبِهِمْ عَلَيْكَ وَ
طَعْنَهُمْ فِيْكَ فَمَا مَا ذَكَرْتَ
مِنْ مَسِيرِ الْقَوْمِ إِلَى قَتَالِ
الْمُسْلِمِينَ فَإِنَّ اللَّهَ سَبَّحَانَهُ
هُوَ أَكْرَهُ لِمَسِيرِهِمْ مِنْكَ وَ
هُوَ أَقْدَرُ عَلَى تَغْيِيرِ مَا يَكْرَهُ
وَإِمَامًا مَا ذَكَرْتَ مِنْ عَدُدِهِمْ
فَإِنَّمَا نَكْنُ نَقَاتِلُ فِيمَا
مَضَى بِالكَثْرَةِ وَ

انما کنا نقاتل بالنصر توالله سبحانہ کو ان کی یہ دانگی آپ سے
 والمعوتة (نحو البلاغہ ج ۲۹) زیادہ ناپسندیدہ ہے اور وہ جس چیز کو
 ناپسند کجئے اس کے بدل یعنی پر قادر ہے۔ اور جو آپ نے ان کی کثرت بیان
 کی توبات یہ ہے کہ تم لوگ مانہ گز شستہ میں اپنی کثرت کے باعث قتال
 نہ محنتے تھے بلکہ خدا کی مدد پر، بھروسہ بھر کے لڑتے تھے۔
سیدنا علی المرضی کا یہ خطبہ بھی حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ ان کے اخلاص
 محبت کو بخوبی ثابت کرتا ہے۔

- ۱۔ حضرت عمرؓ کے دین کو اسلام کا دین اور ان کے لشکر کو خدا کا لشکر کر فرمایا۔
- ۲۔ حضرت عمرؓ کی جماعت میں اپنی ذات کو شامل کرتے ہوئے فرمایا کہ تم لوگوں سے
 خدا نے نصرت کا وعدہ فرمایا ہے۔
- ۳۔ حضرت عمرؓ کی ذات لا صفات کو مسلمانوں کا مایہ نظام فرمایا اور فرمایا کہ یہ
 نظام آپ کے بعد بھی فائم نہ ہو گا اس لیے کہ آپ قیم بالامر ہیں۔
- ۴۔ حضرت عمرؓ کے زمانے کے عربوں کو باوجود قلت کے بوجہ اسلام کے کثیر اور
 بوجہ باہمی اتحاد کے باعث فرمایا۔ معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ قیامِ انک
 باہمی اسخ و عدالت کے رب قصے غلط ہیں۔
- ۵۔ حضرت عمرؓ کو تمیلانِ جنگ میں جانے سے یہ کہہ بھرو کا کہ آپ کے یہاں سے
 چلے جانے کے بعد یہاں کا انتظام خراب ہو جائیگا اور دشمن لڑائی میں
 کوشش بھریں گے کہ آپ کو شہید بکر دیں، اس خیال سے کہ آپ کے بعد ان کو
 چین مل جائے گا۔

۶۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ مسلمانوں کی جان ثاری اور محبت کو بیان فرمایا۔
 ۷۔ حضرت عمرؓ کے ساتھیوں کی شکست اور ان کے دشمنوں کی فتح کو خدا کا
 ناپسندید اور مکر وہ امر فرمایا۔
 ۸۔ حضرت عمرؓ کو زمانہ گزشتہ کے نزوات اور ان کو خدا کے الطاف عبايات یاد
 دلائکر تسلیم دی۔

۹۔ سیدنا علی المرتضیؑ نے ایک خط جناب امیر معاویہ کو لکھا تھا جس میں جناب
 صدیقؑ اکبرؑ اور جناب عمر فاروقؑ کی شان میں یہ الفاظ لکھے تھے۔

وكان أفضدهم في الإسلام
 كما زعمت وانصحهم الله
 لرسوله الخليفة الصديق و
 خليفة الخليفة الفاروق و
 لعمري ان مكانهما في الإسلام
 لعظيم وان المصائب بهما
 بحر في الإسلام شديد
 يرحمها الله وجزاها باحسن
 ماعلا.

(شرح نجح البلا بن میسم بحرانی جزو ۳)

غور فرمائیے !

کہ حضرت علی المرتضیؑ حضرت صدیقؑ اکبرؑ اور فاروقؑ عظیم کا

اسلام میں کتنا بلند بالا مقام بیان کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کتنی محبت اخلاص کا ذکر کرتے ہیں اور ان کے جانے کے بعد اسلام کو زخم پہنچنے پر اظہار افسوس فرماتے ہیں اور ان کے حق میں عائے رحمت کرتے ہیں اور ان کے نیک کاموں کی شہادت دیتے ہیں ۔

۸۔ اسی طرح یہ ناعلیٰ المرتضیؑ کا ایک خطبہ نجع البلاغہ میں ہے ۔

اور حضرت یہ ناعلیٰ المرتضیؑ نے حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر کے شہرؐ میں برکت دے بے شک انہوں نے کبھی کو اور یہ رہ کو سیدھا کیا تھا اور بیماری کی دو اکی تھی ۔ اور نشتوں سے پہلے چلے گئے اور سنت کو قائم کیا، بالکل صاف اور بے عیب دنیا سے گئے، خلافت کی خوبیاں حاصل کر گئے اور اس کے فتنہ و فساد سے پہلے چلے گئے، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حق ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے پوری طرح ڈرتے ہے، وہ دنیا سے کوچ کر گئے

من کلام رحمة الله عليه السلام
بِارَكَ اللَّهُ فِي بَلَادِ فَلَأَنْقَدْ قَمَ الْأَوَّدِ
وَدَادِيَ الْعَمَدِ وَخَلْفَ الْقَنْتَةِ
وَاقْأَمَ السَّنَةَ ذَهْبَ نَقْيَ الثَّوْبِ
قَلِيلُ الْعَيْبِ أَصَابَ خَيْرَهَا
وَسَبَقَ شَرَهَا۔ ادِيَ اللَّهُ
طَاعَتْهُ دَالْقَاهَ بِحَقِّهِ۔ رَحِلَ
وَتَرَكَهُمْ فِي طَرَقِ مُتَشَعْبَةٍ
لَا يَهْتَدِي فِيهَا الضَّالُّ وَلَا
يَسْتَيقْنَ الْمَهْتَدِي ۔

نجع البلاغہ

ج ۲ ص ۲۹۹

اور ان کے بعد لوگ پہچیدہ راستوں میں پڑ گئے جن میں گمراہ راست نہیں پاسکتا اور ہدایت یا فتنہ یقین نہیں کر سکتا۔

شارجین نوح البلاغہ نے لکھا ہے کہ ”فلان“ سے مراد اس خطبی میں حضرت عمر ہیں (شرح نوح البلاغہ درج فہرست ص ۲۵، فیض الاسلام۔ شرح نوح البلاغہ ص ۱۲) ۹۔ اسی طرح سیدنا علی المتصنی کا ایک اور خطبہ نوح البلاغہ میں ہے :-

حضرت علی نے فرمایا حضرت عمر
قال علیہ السلام فی کلام لہ
مسلمانوں کے الی اور حاکم ہوئے جنہوں
و ولیہ رواں فاقام واستفہ
نے دین کو فاکم کیا اور سیدھے چلے یہاں
خرب الدین بحرانی
تک دین کو پوری مضبوطی حاصل ہوئی۔
(نوح البلاغہ ص ۳۶۳)

اس کلام میں بھی الی سے مراد حضرت عمر فاروق ہیں جیسا کہ شارجین نوح البلاغہ
نے تصریح کی ہے۔ شرح نوح البلاغہ درج فہرست ص ۲۹۳ فیض الاسلام۔ شرح نوح البلاغہ
تو سیدنا علی المتصنی کے ان رب خطبات سے حضرت عمر فاروق کے
ساتھ ان کے دوستانہ تعلقات اور اسلامی محبت و اخوت کا کافی واقعی ثبوت
ملتا ہے۔

۱۰۔ سیدنا علی المتصنی اور ان کی آں اولاد کو حضرت عمر فاروق سے اس قدر محبت
تھی کہ ان حضرات نے اپنے بچوں کے نام حضرت عمر کے نام پر رکھے۔
(۱۱) سیدنا علی المتصنی نے اپنے صاحبزادہ کا نام ”عمر“ رکھا۔

رجالہ العیون، ص ۱۹۳-۱۹۴، کشف الغمہ ص ۱۲۲، تاریخ الاممہ شیعہ
ص ۳۳، مختصر الامال شیعہ ص ۱۳۶۔

۱۲) سیدنا امام حسن نے بھی اپنے صاحبزادہ کا نام عمر رکھا۔ کشف الغمہ
ص ۱۷۱، تاریخ الاممہ ص ۶۳، رجالہ العیون۔ ص ۲۰۳

(۳) سید ناظم حسین نے بھی اپنے صاحبزادہ کا نام عمر رکھا۔ (تاریخ الامہ ص ۵۷)

(۴) سید ناظم زین العابدین نے بھی اپنے صاحبزادہ کا نام عمر رکھا۔ (کشف الغمہ ص ۲۰۰، جلاء العیون ص ۱۰۷، تاریخ الامہ ص ۹۹ و مہنتی الامال ص ۳۱)

(۵) حضرت امام موسی کاظمؑ نے بھی اپنے صاحبزادہ کا نام عمر رکھا۔ (تاریخ الامہ ص ۱۵۲)

اہل اسلام میں یہ طریقہ جاری ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی اولاد کا نام اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اپنے بزرگوں اور محبوب لوگوں کے نام پر رکھتے ہیں۔ ائمہ اہل بیت کو حضرت عمر فاروقؓ سے اگر عقیدت و محبت نہ ہوتی تو اپنے عزیز بچوں کے نام ان کے نام پر ہرگز نہ رکھتے۔ اور اگر حضرت عُمرؓ کو حضرت سیدنا علیؓ اور اہل بیت سے یادیں اسلام سے دشمنی ہوتی تو بھی ائمہ اہل بیت کبھی اپنے بچوں کا نام عمر نہ رکھتے۔ ائمہ اہل بیت کا نام رکھنا واضح طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان کے نزدیک عدالت و شفیقی کے قصے غلط اور جھوٹے تھے اور حضرت عُمرؓ کے نزدیک محبوب و محترم بزرگ تھے۔

۱۱۔ سیدنا علی المتصفؓ اور حضرت عمر فاروقؓ عظیمؓ کے درمیان محبت و دوستی کا ثبوت جس طرح حضرت عُمرؓ کے نام پر بیٹوں کا نام رکھنے کی سنت جاری رکھنے اور جنگلوں وغیرہ میں خیزخواہ نام مشوے دینے سے ثابت ہے۔ اسی طرح شیعہ کتابوں میں یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت عُمرؓ کے دربار خلافت میں سیدنا علیؓ برضا و رغبت خود آتے جاتے اور فیصلے رکھتے تھے اور ان کے فیصلے اور فتوے پر عمل ہوتا تھا۔ بلکہ کتب شیعہ میں

اتنے تک ثابت ہے کہ صدیق اکبر، فاروقِ عظیم، عثمانِ ذوالنورینؑ کی خلافتوں میں عہدِ قضا و حدود وغیرہ سیدنا علیؑ کے پیر تھا، وہ بخششی اس کو سر جام دیا کرتے تھے۔ شیعہ کی معتبر کتابوں میں اس طرح مرقوم ہے:-

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ ایک لوٹی کو پچڑا کر حضرت فاروقِ عظیم کے دربار میں فیصلہ کے لیے پیش کیا گیا۔ اُس وقت دربارِ خلافت میں حضرت علیؑ اور دوسرے صحابہ کرام موجود تھے۔ اس کی سزا کے متعلق باہم مشورہ ہونے لگا تو حضرت عمرؑ نے سیدنا علیؑ کو فرمایا:-

اے ابوحسن! آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ تو سیدنا علیؑ نے فرمایا اس کی گردن اڑا دو پس حضرت عمرؑ نے اس کی گردن مردا دی اور فرمایا لکڑیاں منگو۔ حضرت عمرؑ نے لکڑیاں منگوائیں۔ پس حضرت علیؑ کے حکم سے اس کو جلا دیا گیا۔

ما تقول يا ابا الحسن!
قال اضرب عنقه فضرب عنقه
قال ادع بخطب قال فدعا
عمر بخطب فامر به امير
المؤمنين عليه السلام
فاحرق به (استبصار ج ۲۹)

نیز شیعہ کتاب من لا يحضر الفقيه کے ص ۲۳۲ پر ہے:-

”حضرت عمرؑ نے شراب کی احد کے باعے میں حضرت علیؑ سے مشوہہ کیا۔“
نیز شیعہ کتابوں میں یہاں تک ثابت ہے کہ حضرت عمرؑ نے اپنی خلافت میں حکم دے رکھا تھا:-

لایفتین احد في المسجد
كوفي شخص مسجد میں حضرت علیؑ کی موجودگی
میں فتویٰ و فیصلہ نہ فے
علیؑ حاضر!

نیز شیعہ کتب میں ثابت ہے حضرت محمد باقرؑ اپنے آبائی علیم السلام سے روایت کرتے ہیں :-

تحقیق حضرت ابو بکر رضی اور
حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ
نے حدود کے فیصلے حضرت علیؑ کے
سپر کر رکھے تھے۔

ان ابوبکر و عمر و عثمان کا نو ا
یرفعون للحد الی علی بن ابی
طالب علیہ السلام
(جعفریات مطبوع طران ص ۱۳۳)

تو۔ ان حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کے ساتھ
حضرت علی المرضی پوری ہمدردی اور محبت سے امور خلافت کو سرا جام دیا
کرتے تھے۔ اور حضرت علیؑ بخوبی دربار خلافت میں آتے جاتے اور فیصلے
کرتے تھے۔

۱۲۔ حضرت امام زین العابدینؑ کی والدہ ماجدہ کا حضرت عمرؓ کی خلافت میں
مال غنیمت میں آنا اور حضرت یزید نا امام حسینؑ سے ان کا نکاح کر دینا بھی بخوبی
دلالت کرتا ہے کہ ان حضرات میں یا ہم الفت و محبت تھی اور حضرت عمرؓ
کی خلافت خلافت تھی۔ کیونکہ اگر حضرت عمرؓ کی خلافت صحیح نہ ہو تو
اس میں جو جہاد ہوئے اور مال غنیمت حاصل کیے گئے وہ بھی صحیح نہ ہوں گے تو
پھر یزید اور حضرت حسینؑ کا نکاح بی بی شہربانو سے کیسے درست ہو گا بی بی شہربانو کا
حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کے زمانے میں مال غنیمت میں آنے کا واقعہ شیعہ کی
معتبر کتاب ”اصول کافی“ باب مولد علی بن حسین میں ثابت ہے۔
نیز منتظر الامال ج ۲ ص ۲ پر ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ کے مشورہ

بی بی شہر بانو کو حضرت سیدنا امام حسینؑ کے نکاح میں دے دیا۔ اور اس کا حق مہربھی بیت المال سے ادا کیا۔

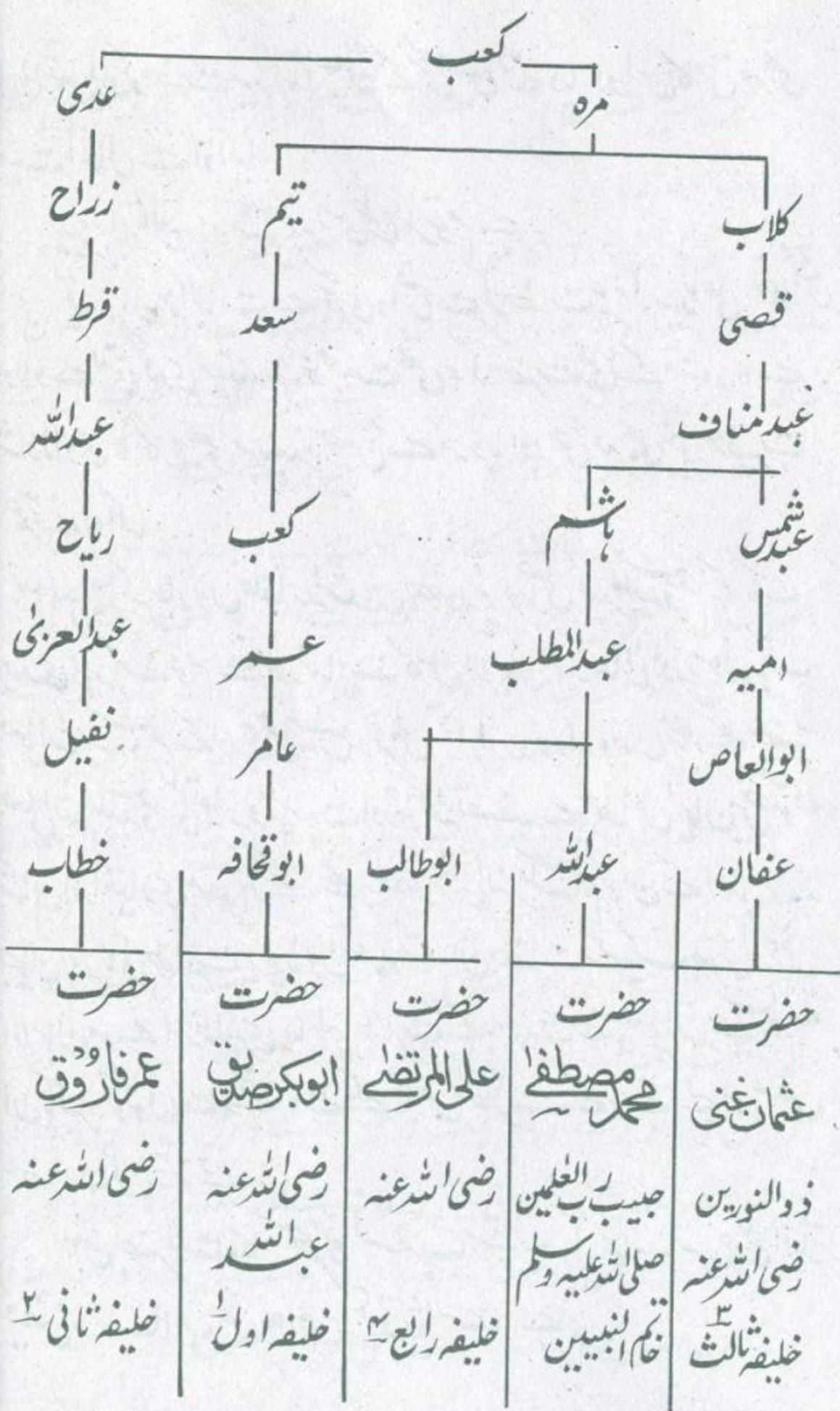
نیز جلار العیون ص ۲۳۹ پر اسی طرح مرقوم ہے۔

تو، ان حوالجات سے بخوبی واضح ہے کہ حضرت عمرؓ کو سیدنا علیؑ اور انکی اولاد سے کتنی گہری عقیدت و محبت تھی، کہ حضرت علیؑ کے مشورہ سے شاہزادی کا نکاح بھی سیدنا حسینؑ سے کر دیا اور حق مہربھی خود حضرت عمرؓ نے ادا کیا۔

۱۳۔ چونکہ چاروں خلفاء راشدین حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے یک جدیدی اور یک قوم تھے اور نہایت کامل الائیمان، خدا تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پوری طرح میطمع و فرمادیا اور وفادار و جان ثارتھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ترتیبیت اور تزکیہ و تصفیہ سے جملہ اہل ایمان میں حصی شان اور امتیازی مقام رکھتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے اخلاص و ایمان اور پاکی طہارت پر پورا اعتماد تھا۔ ان حضرات کے یک جدیدی اور کامل الائیمان ہونے اور ظاہری و باطنی طہارت کے باعث حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پاکیزہ لوگوں سے رشتے ناطے کیے بعض حضرات سے رشتے لیے اور بعض حضرات کو رشتے دیے۔

ان حضرات کا شجرہ نسب شیعہ کی کتاب شرح نجح البلا

فیض الاسلام، ص ۱۹۵ پر پوچ شابت ہے:-



اس شجرہ نبے واضح ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جناب محب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم و رحماب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتوں دادا جناب کعب کی اولادیں سے ہیں۔

جس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کے یک جدی ہونے اور تقویٰ اور ظاہری و بطنی محبت کے پیش نظران سے رشتہ کیے تھے اسی طرح جناب علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی کو بوسہ رشتہ دار جدی ہونے اور پوری طرح محبت و اخلاص کے باعث اپنی حقیقی صاحبزادی سیدام کلثوم فوکا کلاح شادی حضرت عمر رضی سے کر دیا، جو کہ سیدنا عمر اور سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا کے مابین حقیقی اور واقعی تعلقاتِ محبت و انحوت کو نمایاں کرنے کے ساتھ ان کی خلافت کے حق ہونے اور ان کے کامل الایمان ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

یہ ایک ایسا واقعہ ہے جو کہ عمرو مامور خین نے لکھا ہے اور اہل السنۃ کے علاوہ شیعہ مذہب کی معتبر کتابوں میں اس کا اعتراف و اقرار موجود ہے۔ جس سے انکار کرنے کی کوئی صورت نہیں بن سکتی۔

اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو شیر خدا علی المرتضیٰ رضی کے اختیار و پسند کر دے چیزوں کو بسر و حیث ماننے کی توفیق بخشے اور جمالت و خدی میں بھنس کر شیر خدا کے کیے ہوئے کاموں پر انکار و اعتراض کرنے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

ثبوت از کتب شیعہ

امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے وابستہ تھتے ہیں کہ سید ام کلثومؑ جو حضرت علیؑ کی صاحبزادی تھیں اور ان کا بیٹا زیدؑ جو حضرت عمر بن خطابؓ کا بیٹا تھا، دونوں (ماں اور بیٹا) ایک

ہی وقت فوت ہوئے تھے۔

حضرت امام باقرؑ کے اس فرمان سے ثابت ہے کہ سیدنا علیؑ شیر خدا کی صاحبزادی سید ام کلثومؑ کا نکاح حضرت عمر بن خطابؓ کے ہوا تھا جن کا ایک بیٹا حضرت سید ام کلثومؑ سے زید بن عاصم پیدا ہوا تھا، اور ماں بیٹا اسکے فوت ہوئے تھے۔

سیلمان بن خالدؑ کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے وہ عورت خاوند کے گھر میں گزارے یا جہاں چاہے گزاۓ؟ انہوں نے فرمایا جہاں چاہے گزاۓ۔ پھر فرمایا بحقیقت حضرت علی صلوات اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد سید

۱. عن جعفر عن ابیه
قال مات ام کلثوم بنت
علی وابنهازید بن عمر بن
الخطاب فی ساعۃ
واحدۃ

(تہذیب شیعہ مさらج ۳۸ ج ۲ ص ۲)

۲. عن سیلمان بن خالد
قال سئلت ابا عبد الله علی المسکم
عن امرأة توفى عنها زوجها
اين تعتد في بيت زوجها
او حيث شاءت؟ قال بل
حيث شاءت ثم قال ان عليا
صلوات الله عليه ماما مات
عمراتي ام کلثوم فاختذ

بیدھا فانطلق بھا الی بیتہ
 ام کلثوم کے پاس گئے اور ان کو حضرت
 عمرؓ کے گھر سے اپنے گھر لے آئے۔
 (فروع کافی ج ۳۲ حصہ اول تہذیب ص ۳۸)
 انسی دونوں کتابوں کے ان صفحات پر انہی الفاظ ہیں امام جعفر صادقؑ سے
 دوسرے راویوں کی روایت بھی موجود و منقول ہے۔
 ۳۔ فروع کافی مصنفہ محمد بن یعقوب کلبی نی میں ایک مستقل باب ہے جس کا
 عنوان یہ ہے :-

بَابُ فِي زِيَّجِ أَمْ كَلْثُومٍ یہ بائیہ ام کلثوم کے نکاح میں،
 جس میں محمد بن یعقوب کلبی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے درود نہیں
 نقل کی ہیں جن سے بخوبی ثابت ہے کہ خاندان نبوت کی چشم چراغ سیدہ
 ام کلثوم کا نکاح حضرت عمرؓ سے کیا گیا تھا۔ (فروع کافی ج ۲ حصہ اول ص ۱۳۱
 مطبوعہ لکھنؤ)

۴۔ قاضی نورالشہر شوستری شیعہ مجتہد لکھتا ہے :-
 اگر بُنیٰ ذخیرہ عثمان داد، ولی ذخیرہ عمرؓ
 فرستاد۔ (مجالس المؤمنین ص ۸۷)

۵۔ قاضی نورالشہر شوستری شیعہ نے لکھا ہے کہ کسی نے ابو حسن سے پوچھا:-
 کچڑاں حضرت ذخیرہ خود را
 کہ حضرت شیر خد علی المرضی نے اپنی

۶۔ ان دونوں روایتوں کے متعلق مرآۃ العقول ص ۳۸ پر مرقوم ہے کہ یہ دونوں روایتیں
 حسن ہیں۔ معلوم ہوا کہ ضعیف بھی نہیں ۱۲

بعمر بن خطاب داد؟ گفت بواسطہ دختر نیک اختر عمر بن خطاب کو آنکہ اظہار شہادتین مے نمودنے کیوں دی تھی؟ اس نے جواب دیا اور اس وجہ سے کہ غیر توحید خدا تعالیٰ اور رسالتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت زبان سے ظاہر ہوتا تھا اور (شیعہ مجالس المؤمنین ص ۸۸۸ سطر ۳) حضرت امیر المؤمنین علی کی فضیلت کا اقرار بھی کرتا تھا۔

۴۔ قاضی نوراللہ شوستری شیعہ مجتہد لکھتا ہے :-

محمد بن جعفر بعد از فوت عمر بن خطاب بشرف مصاہرہت حضرت امیر المؤمنین علیہ الصلوٰۃ والحمد الشرف گشته و امام کلثوم را کہ بعدم کفات از روئے اکراہ در جمالہ عمر بود تزویج نمود۔ (شیعہ کی کتاب مجالس المؤمنین ص ۸۳ آخری سطر)

۵۔ بعض لوگ اپنی نادانی سے کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا نکاح سیدنا علی کی بیٹی سیدام کلثوم سے نہیں ہوا تھا۔ ان گز شستہ حوالہ جات اور آنے والے حوالہ جات سے بخوبی واضح اور ثابت ہوتا ہے کہ واقعی حضرت عمرؓ کا نکاح سیدام کلثوم دختر علیؓ سے ہوا تھا، جس کا انکار ممکن نہیں۔

جیسے کہ قاضی نوراللہ شوستری مجتہد شیعہ نے لکھا ہے :-

وہیچ کس منکر آن نیت کہ تز و تج شیعہ ہیں سے کوئی اس کا منکر نہیں کہ
امم کلثوم با عمر بوسیلہ عباس بود۔ سید امام کلثوم کا نکاح حضرت عمر کے
ساتھ بذریعہ حضرت عباس کیا گیا تھا۔ (مصادب النواصی ص ۱۶۹)

ویسے اس نکاح کا اعتراض اقرار شریف مرتضی نے اپنی معتبر کتاب،
کتاب اشافی کے ص ۲۱۶ و ۳۵۷ اور قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب مجلس
المؤمنین کے ص ۸۷ پر واضح طور پر کہا ہے کہ ام کلثوم دختر علیؑ کا نکاح حضرت
عمرؓ سے ہوا تھا۔

بعض لوگ اس نکاح کا انکار اس طرح کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت علیؑ نے عین
شادی کے موقعہ پر اپنی صاحبزادی کو چھپا لیا اور اپنے اعجاز و کرامت
سے نجران کی ایک جنیہ کو اپنی شاہزادی ام کلثوم کی شکل میں حضرت
عمرؓ کے گھر بھیج دیا تھا۔

۸۔ لیکن گھر شستہ تمام روایات اس بات کی تردید کرتی ہیں۔ کیا حضرت عمرؓ کا
بیٹا جوزید پیدا ہوا تھا وہ جنیہ سے پیدا ہوا تھا؟ یا محمد بن جعفر طیار سے جوان کا
نکاح حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد ہوا تھا وہ جنیہ تھی؟ یا جو حضرات شیعہ
یہ لکھتے گئے ہیں کہ اس نکاح کا انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت
عمرؓ شہادتیں کا اظہار اور حضرت علیؑ کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے اس لیے
سید امام کلثوم سے حضرت عمرؓ کا نکاح درست تھا۔

چنانچہ علامہ باقر مجلسی لکھتا ہے:-

کہ ان روایات کی موجودگی میں جو حضرت عمرؓ کے ساتھ سید امام کلثوم

حضرت علیؑ کی لڑکی کے نکاح کے بارے میں ثابت ہی شیخ مفید کا انکار کرنا نہایت تعجب کی بات ہے۔

ان نکاح کا انکار کرنا اتنی روایات کی موجودگی میں عجیب ہے۔ اصل میں اس نکاح کا جواب یہ ہے کہ نکاح بطور تقبیہ اور لاچاری کے کیا گیا تھا جس میں کوئی استبعاد فذک (امراۃ العقول شرح

الاصول والفرع، ج ۳ ص ۲۹)۔
۹۔ انکار ذلک عجیب لا صد فی الجواب هو اذلک و قم على سبیل التقیة ولا ضطرار ف لا استبعاد فذک (امراۃ العقول شرح

بعض لوگ یہ بھی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کا نکاح جس ام کلثوم سے ہوا تھا وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، جو حضرت اسماء بنت عمیس زوج صدیق سے پیدا ہوئی تھیں اور حضرت صدیق کی وفات کے بعد حضرت اسماء کا نکاح حضرت علیؑ سے ہوا تھا جس کے باعث وہ حضرت علیؑ کی پرورش میں رہی تھیں۔ ان کی ربیبه ہونے کی وجہ سے مجاز حضرت علیؑ کی بیٹی کہا گیا۔

یہ بات تاریخی طور پر غلط ہے کیونکہ ام کلثوم بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجد حضرت اسماء بنت عمیس نہ تھیں کہ جن کے حضرت علیؑ سے نکاح کرنے کے بعد ام کلثوم ان کی ربیبه ہو کتھیں بلکہ ام کلثوم بنت ابو بکرؓ کی والدہ ماجد جبیہ بنت خارجہ تھیں۔

چنانچہ اصحابہ فی تمیز الصحابةؓ جزء راجح حرف الکاف ص ۲۶۹ پر

ہے:-

ام کلثوم بنت ابو بکر کی ماں
جیبیہ بنت خارجہ تھیں اور یہ
ام کلثوم ان سے ابو بکر کی فات
کے بعد پیدا ہوئی تھیں۔

ام کلثوم بنت ابی بکر
امها حبیبة بنت خارجہ
و وضعتہا بعد موت
ابی بکر۔

نیز اسی کتاب کے باب الحاء ص ۲۶۱ پر ہے:-

جیبیہ بنت خارجہ ابو بکر صدیقؓ کی
زوجہ تھیں اور ام کلثوم کی والدہ تھیں
یہ ام کلثوم ابو بکر کی والدہ تھیں جبکہ
ابو بکرؓ کی وفات ہوئی تھی تو یہ
اس وقت جیبیہ بنت خارجہ کے
بطن میں تھیں جو حضرت صدیقؓ
کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

جیبیہ بنت خارجہ
زوجہ الحب بکر
الصدیق و والدۃ
ام کلثوم ابنتہما الٹی
مات ابو بکر وہی
حامل بھا۔

نیز ام کلثوم بنت ابی بکر صدیقؓ کے نکاح کے متعلق طبقات ابن سعد
جزء ثامن ص ۲۶۲ پر مرقوم ہے کہ ام کلثوم بنت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
نکاح طلحہ بن عثمان بن عسر سے ہوا۔ ان کے بعد طلحہ بن عبید اللہ سے
اور پھر ان کی شہادت کے بعد عبد الرحمن بن عبد اللہ سے ان کا
نکاح ہوا۔

ان ام کلثوم بنت ابو بکرؓ کے متعلق کسی نے نہیں لکھا کہ ان کا
نکاح حضرت عشر سے ہوا تھا یا ان سے ان کا بیٹا زید پیدا

ہوا تھا۔

۱۱۔ شیعہ کتابوں میں اس کی صراحت موجود ہے کہ جن ام کلثوم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا تھا، ان کی والدہ ماجدہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

تاریخ طراز مذہب منظفر میں متقل ایک باب ہے جو حدود سے شروع ہو کر حدود پر ختم ہوتا ہے۔ جس کا عنوان ”حکایت ترمیم ام کلثوم با عمر بن خطاب“ ہے۔

جناب ام کلثوم کبریٰ حضرت فاطمۃ الزہرہؑ کی بیٹی حضرت عمر بن خطاب کے گھر میں قبیل اور حضرت عمر سے ان کا فرزند ہوا جیسا کہ بیان ہو چکا اور جب عمر قتل کیے گئے تو محمد بن جعفر بن ابی طالب سے ان کا نکاح ہوا۔

جناب ام کلثوم کبریٰ دخترؑ فاطمہ زہرہؑ درسرائے عمر بن خطاب بود ازوے فرزندہ بیادرد چنانکہ مذکور گشت و چوں عمر مقتول شد محمد بن جعفر بن ابی طالب اور ادا در جمالہ نکاح در آورد۔

زیرِ اعتمام

عبدالعلیم نعمان نمائندہ روزنامہ اسلام

فون: 061-545660

فصل ششم در ذکر ولاد حضر امیر المؤمنین علیہ السلام

ان میں سے چار حضرات امام حسن و امام حسین و زینب بنت ابی زینب صغری جن کی کنیت ام کلثوم تھے ان چاروں کی والدہ ماجدہ سیدہ فاطمۃ الزہر علیہا السلام ہیں۔ سیدہ زینب اپنے چھا جعفر کے بیٹے عبد اللہ کے نکاح میں تھیں اور ام کلثوم کی حضرت عمر سے شادی کا واقعہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے حضرت عمر کے بعد عون بن جعفر کے ساتھ شادی ہوئی اور اس کے بعد محمد بن جعفر سے شادی ہوئی اور ابن شهر آشوب نے ابو محمد نو بختی کی کتاب امامت سے روایت نقل کی ہے کہ سیدہ ام کلثوم کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے شادی کی تھی۔

۱۲۔ چهار نفر از ایشان امام حسن و امام حسین زینب بنت ابی زینب ملقب به عقیلہ وزینب صغری سنت کے مکنات است با ام کلثوم و مادر ایشان حضرت فاطمۃ ہر سیدۃ النساء علیہم السلام است، زینب در جانشی کلخا جعفر بن عبد اللہ بن جعفر پیر عجم خوش بود و اما ام کلثوم حکایت تزویج او بامحمد در کتب مطور است و بعد از وضیح عون بن جعفر و از پسر زوجہ محمد بن جعفر گشت و ابن شهر آشوب از کتاب امامت ابو محمد نو بختی روایت کرده کہ ام کلثوم را عمر بن خطاب تزویج کرده

منتقی الامال
ج ۱ ص ۱۳۵

۱۳۔ قاضی نوراللہ شوستری مجتهد شیعہ لکھتا ہے :-

چہ بب شدہ کہ امیر المؤمنینؑ خڑ
خود و دختر حضرت فاطمۃ اباعمر
تزویج فرمود۔ گویم اب تزویج را
جماعتے از ثقافت مشائخ ما
خبردادند۔ !

کیا بعد ہوا تھا کہ امیر المؤمنینؑ
علیہ السلام نے اپنی اور سید فاطمہ
کی بیٹی کا نکاح حضرت عمر سے فرمادیا
تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس شادی نکاح
کے متعلق ہمارے ثقہ اور معتبر مشائخ

شیعہ کتاب مصائب النواصب^{۱۴۸})
کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ام کلثوم حضرت عمر کے گھر تھیں۔

۱۴۔ قاضی نوراللہ شوستری شیعہ اصحاب حدیث کے متعلق لکھتا ہے :-
لیکن اتفاق دارند کہ بعد از زیدہ
درخواستہا وستیز ہا عباس ام کلثوم
را بعمداد و تسبیح کس منکر آئی نیست
کہ تزویج ام کلثوم باعمر پولیہ
عباس بود۔

اصحاب حدیث کا اتفاق ہے کہ بتؤ
کی درخواستوں اور تکرار کے بعد حضرت
علی کے چچا حضرت عباس نے ام کلثوم
کی حضرت عمر سے شادی کر دی، کوئی
شخص (شیعہ اصحاب حدیث میں سے)
اس کا منکر نہیں کہ حضرت علی نے

(شیعہ کتاب مصائب النواصب^{۱۴۹})

ام کلثوم کی شادی حضرت عمر سے اپنے چچا عباس کے ذریعہ کر دی تھی۔

۱۵۔ شیعہ ملا خلیل قزوینی اپنی معتبر کتاب صافی شرح اصول کافی
میں لکھتا ہے :-

اشارت است بغصرہ عمر
یا شارہ ہے حضرت عمر کے سید النماں

ام کلثوم و ختر فاطمہ علیہما السلام را
 اضافی شرح اصول کافی کتاب الحجۃ
 جزء ۳ ص ۳۸۲ سطر ۱۴
 حضرت فاطمۃ الزہری کی بیوی مکثوم کو
 غصب کر لینے کے متعلق
 (العیاذ باللہ)

شیعہ مذہب کے علماء اور مجتہدین ان تمام ذکورہ روایات میں اقرار
 واعتراف کر گئے ہیں کہ حضرت سید ام کلثوم حضرت سیدنا علیؑ اور سید
 فاطمہؓ کی حقیقی صاحبزادی تھیں جن کی پہلی شادی حضرت عمرؓ سے ہوئی تھی،
 حتیٰ کہ اپنے شیعہ محدثین کا اتفاق بیان کر گئے ہیں کہ اس شادی کا کوئی بھی
 منکر نہیں تو شیعہ متنقدین و محدثین کی طرح موجودہ دور کے شیعہ مذہب کو بھی
 انکار نہیں کرنا چاہیے۔ البته بعض شیعہ علماء حضرت علیؑ کا انسکالح کے سلسلہ میں
 جبوہ ہونا اپنی نوش اعتمادی کی بنابردار کر کر گئے ہیں۔ حالانکہ سیدنا علیؑ
 تو یوں فرماتے ہیں :-

قسم اشد کی اگر میں اکبلا لوگوں کے مقابلہ
 میں ہوں اور وہ میرے مقابلہ میں تما
 ریے زمین پر ہوں تو نہ میں اس کی پڑا
 کھوں گا اور نہ اس سے ٹھہروں گا۔

انی و اللہ لو لقيتهم واحدا
 وهم طلاق الأرض كلها
 ما باليت ولا استوحشت
 (نحو البلاغہ ج ۲ ص ۱۳)

تو ایسے شیر خدا جس دکار کے متعلق کیسے تصویب کیا جاسکتا ہے کہ انہوں
 نے اپنی لخت جگہ کو جبوہ بے بس ہو کر اپنے ایک شمن اور مخالف کو بیاہ دی۔
 یہ اگر حضرت عمرؓ کی عدالت شرافت پر وہبیہ ہے تو سیدنا علیؑ کی شرافت و
 شجاعت پر بھی سخت وہبیہ ہے جس کو کوئی بھی محبت علیؑ تو پڑا شت نہیں

کر سکتا اور کوئی غبیور و شرفی مسلمان اس قسم کا دہم بھی دل میں نہیں لاسکتا کہ
حضرت علی المرضیؑ جیسے شیرِ خدا سے ان کی رضامندی و خوشودی کے بغیر
کوئی رشتہ لے سکے۔

لہم مسلمانوں کا تو یہی عقیدہ ہے کہ یہ سب حضرات کامل الائیان اور
باقی مخلص دوست اور ہم قوم جدی رشتہ دار اور نہایت ہی نیکوکار اور
پاکیزہ لوگ تھے، آپس میں اخلاص مجت اور دوستی سے رہتے اور ہر کام
باہمی مشوہ اور خوشی سے کھرتے تھے۔ سیدنا علی المرضیؑ نے اپنی لخت جگر
نورِ نظر سید ۱۵ ام کاظم کا سکاح بھی حضرت عمرؓ سے اپنی خوشی و رضامندی اور
انحصار و مجت سے کر دیا تھا۔

اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو حق سمجھنے اور ماننے کی توفیق بخشے، اور
حضرتو پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحابِ کرام اور اہل بیتِ عظام کی
تعظیم و تکریم اور سچی عقیدت و مجت کی سعادت بخشے۔ آئینِ ثمم آمین!

يَهْدِ اللَّهُ لِنُورٍ هُوَ مِنْ يَشَاءُ

وَمَنْ لَمْ يَجْعَلِ اللَّهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ
وَأَخْرِدْ عَوْنَانَ اللَّمْدَلَلَ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَى أَلْرَبِّ اصحابِ الطَّيِّبِينَ الطَّاهِرِينَ
تَمَسَّتْ بِالْخَيْرِ
